اسلام

اخلاق حسنہ یا تلوار سے پھیلا

محمد منشاء کاشف سپرا

اخلاق کی خوبیاں مسلم ہیں انہیں سے انسان کی قدر و قیمت بڑھتی ہے اور انہیں سے وہ کشادہ دل ، فراخ حوصلہ اور اعلیٰ صفات کا مالک سمجھا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا میٹھا ہتھیار ہے جو نہ صرف دشمن کو مسخر کر لیتا ہے بلکہ اسے تابعدار خادم بھی بنا دیتا ہے۔ کل جو جانی دشمن تھا آج وہ اخلاق حسنہ کی بدولت تمہارے گن گاتا نظر آتا ہے کل جو تمہیں چشم حقارت سے دیکھتا تھا آج وہی تمہارے اخلاق سے مسحور ہو کر تم کو ایک قدسی صفت انسان سمجھتا ہے اور تمہارا انتہائی ادب و احترام کرنے کو تیار ہے۔ دلوں کو پلٹ دینا ذہنوں کو بدل دینا خیالات و افکار میں نیک انقلاب پیدا کر دینا لوگوں کے دلوں میں ہر دلعزیز ہوتا۔ دلوں کا محبوب بننا اور لوگوں کے دل و دماغ پر چھا جانا سب اخلاق ہی کی برکتیں ہیں کسی تحریک کا پھلنا پھولنا اس کا پروان چڑھنا اس کا بام عروج پر پہنچنا اس کا بار آور ہونا اور اس کے مستقبل کا روشن ہونا اخلاق ہی کا رہین منت ہے۔

دلوں کو پلٹ دینا ذہنوں کو بدل دینا خیالات و افکار میں نیک انقلاب پیدا کر دینا لوگوں کے دلوں میں ہر دلعزیز ہوتا۔ دلوں کا محبوب بننا اور لوگوں کے دل و دماغ پر چھا جانا سب اخلاق ہی کی برکتیں ہیں کسی تحریک کا پھلنا پھولنا اس کا پروان چڑھنا اس کا بام عروج پر پہنچنا اس کا بار آور ہونا اور اس کے مستقبل کا روشن ہونا اخلاق ہی کا رہین منت ہے۔

اخلاق ایک بلند پایہ طاقت ایک قابل قدر قوت اور ایک ناقابل تسخیر ملکہ ہے۔ اسکی بدولت وہ محیر العقول کام نکل آتے ہیں۔ جو جبر و تشدد ظلم و استبداد اور طاقت کے بل پر نہیں نکلتے اس کے ذریعہ وہ حیرت انگیز عظیم کام انجام پا جاتے ہیں۔ جو بظاہر دائرہ امکان سے باہر معلوم ہوتے ہیں اور سر حد محال کر چھوتے نظر آتے تھے۔ اخلاق خدا کی ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ جس انسان کو یہ نعمت بخشی گئی اسے ہر نعمت مل گئی اور جو جلیل الشان نعمت سے محروم رہا گویا وہ دنیا کی تمام عظیم نعمتوں سے محروم رہا۔ تمام بڑی بڑی نعمتوں کا سر چشمہ تمام اونچی اونچی صنعتوں کا بنیادی پتھر اور تمام اعلیٰ کرداروں کی جڑ اخلاق ہے۔ یہی منبع الکرامات معدن الخیرات، مخزن البرکات اور اصل الحسنات ہے۔ مسلمان ارباب اخلاق تھے۔ محاسن میں مشہور آفاق تھے اور مکارم و اعلیٰ صفات میں طاق تھے۔ پیغمبر اسلام علیہ الصلاۃ والسلام کے فیض یافتہ اور آپ کے دست صحبت کے تربیت یافتہ تھے۔ آپ کی صحبت بابرکت نے ان کے اخلاق بلند تر کر دیئے تھے۔ دنیا ان کے اخلاق سے مسحور ہوتی تھی۔ ایوان شاہی میں ان کے عظیم اخلاق کی گونج تھی بڑے بڑے سرکش و مغرور ان کے اعلیٰ اخلاق سے مقہور و مجبور ہو جاتے تھے اور کلمہ توحید پڑھے بغیر انہیں چین ہی نہیں آتا تھا بڑے بڑوں کا سر غرور جن کی لمبی لمبی طاقیں تھیں اور ناکوں پر مکھی بھی نہیں بیٹھنے دیا کرتے تھے۔ اسلامی اخلاق کے آگے سرنگوں ہو گئے۔ بڑے بڑے سنگدل جن کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت اور کرخت تھے آبگینۂ اخلاق سے پانی پانی ہو گئے۔ جھوٹے ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ صدیق اکبرؓ فاروق اعظمؓ اور مکہ کے شرفاء پر کس نے تلوار چلائی تھی اوس اور خزرج کے عالی حسب نسب رو سا پر کس نے تلوار اٹھائی تھی عبداللہ

بن سلام جیسے عالم پر کس نے تلوار سونتی تھی۔ بلال حبشیؓ صہیب رومی سلمان فارسیؓ اور عداس نینوائی کو کس نے تلوار سے ڈرایا تھا۔ یا کس پستول یا رائفل کی گولیوں سے ڈرایا تھا۔ مکہ کے باشندوں کے دلوں میں جو در پردہ نور ایمان کی کرنیں چمک رہی تھیں۔ کس تلوار کی رہین منت تھیں مکہ معظمہ کے گردونواح کی بستیوں میں نور ایمان کونسی تلوار نے پھیلایا تھا تلوار کا شگوف نہ تھی بلکہ اخلاق کی شمشیر براہ تھی جو ٹیلے سے ٹیلے نوجوان کو بھی شکار کیے بغیر نہ چھوڑتی تھی۔ اخلاق ہی کی عظمت نے فاروق اعظمؓ جیسے انتہائی قابل قدر سپہ سالار کے نہ معزول کرنے پر مجبور کیا اور ان کی جگہ عبیدہ بن جراحؓ امین الامت جیسے ایک بے نظیر پیکر اخلاق کو تعینات کرایا۔ شام کے عیسائی مسلمانوں کے اخلاق کے چرچے سن چکے تھے اور ان کے اخلاق سے کافی متاثر تھے اب وہ کسی ایسے شخص کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے تھے جو اخلاق کا پیکر ہو جس کے اخلاق کو دیکھ کر وہ اسلام کی عظمت سے خبردار ہوں اور اس نمونہ اخلاق سے تبادلہ خیالات کر کے اسلام کی انمول دولت سے مالا مال ہوں۔

آج کے دور میں اکثر علماء اور ان کے پیروکار اخلاق کی نعمت سے محروم ہیں اور آپس میں دست و گریباں ہیں اور مسلمانوں میں اختلافات کا شکار ہیں اور لوگوں کو گمراہی کی طرف دعوت دی جارہی ہیں۔ مسلمانوں نے تلوار (رائفل) نہیں اٹھائی جب تک ان کے دشمنوں نے انہیں مٹانے کی نہ ٹھان لی اور ان کی مقدس تحریک کو کچلنے کا عزم نہ کرلیا اور نہ وہ اپنے لئے صرف حق تبلیغ منوانا چاہتے تھے کہ وہ آزادانہ ہر شہر و قریہ میں ہر گلی کوچہ میں ہر جگہ پر میلے ٹھیلے میں اور ہر جگہ جہاں کوئی متنفس پائیں اسے پیغام حق سنا دیں۔ انہیں یقین تھا کہ اسلام میں اس قدر زور ہے کہ خود بخود اس کے دل میں اتر جائے گا۔ اسمیں ایک ایسی بے پناہ طاقت ہے کہ انسان خود بخود اس کی طرف کشاں چلا آئے گا۔ اس میں ایک مقناطیسی اثر ہے کہ لوگ خود بخود کھنچے چلے آئیں گے۔ اس لئے وہ تبلیغی میدان کے جویاں تھے جنگ کی طرف ان کا دھیان تک نہ تھا لیکن جب ان کے اس حق کو مانا نہیں گیا اور ان کے بڑھتے ہوئے اثر کو طاقت کے بل پر دبایا گیا تو اس وقت انہیں تلوار پر ہاتھ ڈالنا پڑا رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی نبوت کی تقریباً تیرہ سالہ طویل مدت ہمارے اس قول پر شاہد ہے جبکہ مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم و ستم توڑے جارہے تھے مگر مسلمان صبر و شکر کے ساتھ سب کچھ برداشت کر رہے تھے اف تک نہ کرتے تھے۔ مکہ کے سنگریزے عمار بن یاسر اور سمیعہ جیسے ایک گھرانے کے تین ممبراں کی خوں چکاں داستان دہرا رہے ہیں ابو جہل کی بے رحمی اور سنگدلی پر آج بھی انسانی رحم آٹھ آٹھ آنسو رو رہا ہے ان بے گناہوں کا کیا قصور تھا جو انہیں ظلم و ستم کا تختہ مشق بنایا گیا بات طول پکڑ جائے گی مقام اس کا ہے نہیں ورنہ میں قارئین کرام کو ان کی خوں چکاں داستاں کی کتاب کا ایک ایک صفحہ سناتا اور ابو جہل کی شقاوت و بربریت کا ایک دھندلا سا نمونہ پیش کرتا۔ خیر پھر سہی اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو کچھ دھندلا سا خاکہ پیش کروں گا۔ بہر حال باوجود مکہ میں مسلمانوں پر انتہائی وحشت ناک مظالم ڈھائے جا رہے تھے مگر پھر بھی مسلمان اف نہیں کرتے تھے ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حاضر خدمت نبوی ہو کر عرض کرتے ہیں کہ یا حضرت جاہلیت کے زمانے میں بڑی عزت تھی لوگ ہمارے لئے بچھے جایا کرتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد ہم ذلیل سمجھے جانے لگے۔ کب تک ہم اپنی ذلت برداشت کرتے رہیں گے آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم تلوار کے زور سے اپنا لوہا منوائیں لیکن ان کی درخواست کے باوجود بھی آپ نے جنگ کی اجازت نہیں دی اسلام کے بارے میں تلوار کے زور کے راگ الاپنے والو کیا اب بھی اس الزام سے نہ شرماؤ گے اور کیا اب بھی وہی گانا گائے جاؤ گے۔ سورۃ نون میں حق تعالیٰ نے رحمۃ اللعالمین کے بارے میں فرمایا انک لعلیٰ خلق عظیم۔ اے ہر دلعزیز نبی آپ بڑے خلق والے ہیں۔ پیغمبر اسلام اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں دنیا کے لئے ایک بے نظیر بے مثال نمونہ ہیں پھر جن لوگوں کا نبی اعلیٰ اخلاق کا مالک ہو وہ لوگ بھلا کیوں بلند اخلاق سے مالا مال نہ ہوں۔ مگر افسوس آج یہ کمی نظر آرہی ہے۔ تعجب ہے کہ صحابہ کرام میں بڑے بڑے اخلاق والے موجود تھے خود نبی کریم ﷺ

اسلام میں اس قدر زور ہے کہ خود بخود اس کے دل میں اتر جائے گا۔ اسمیں ایک ایسی بے پناہ طاقت ہے کہ انسان خود بخود اس کی طرف کشاں چلا آئے گا۔ اس میں ایک مقناطیسی اثر ہے کہ لوگ خود بخود کھنچے چلے آئیں گے۔ اس لئے وہ تبلیغی میدان کے جویاں تھے جنگ کی طرف ان کا دھیان تک نہ تھا لیکن جب ان کے اس حق کو مانا نہیں گیا اور ان کے بڑھتے ہوئے اثر کو طاقت کے بل پر دبایا گیا تو اس وقت انہیں تلوار پر ہاتھ ڈالنا پڑا

فرمایا بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ۔اخلاق حسنہ کی تکمیل ہی کیلئے مجھے بھیجا گیا ہے ایک صحابیؓ نے عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں آپ نے فرمایا آپ کا اخلاق قرآن پاک تھا۔ مطلب یہ ہے کہ آپ عملی قرآن تھے۔ اور اس کے احکام پر بہترین طریقے سے عمل پیرا تھے قرآنی ہدایات کے مطابق عادتیں بنانا ایک مسلمان کا فرض ہے تا کہ اخلاق نبوی سے قریب تر ہوجائے اب میں سرکار رسالت ﷺ کے پاکیزہ اخلاق کا ایک نمونہ پیش کرتا ہوں اور اسی پر اس مختصر مضمون کو ختم کرتا ہوں اللہ پاک اخلاق حسنہ کی دولت تمام مسلمانوں کو عطا فرمائے تا کہ وہ اپنے اعلیٰ اخلاق سے اسلام کی خوبیاں ثابت کرسکیں آمین ۔صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف چند سواروں کا ایک دستہ روانہ فرمایا یہ مجاہد قبیلہ حنفیہ کے ایک رئیس کو گرفتار کرلائے جو باشندگان یمامہ کا سردار تھا اس کا نام ثمامہ بن اثال تھا صحابہ نے اس کو مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ رحمۃ اللعالمین نے اس کے پاس آ کر پوچھا سردار یمامہ کیا حال ہے کیسا مزاج ہے کہنے لگا ٹھیک ہوں اگر آپ مجھے ماریں گے تو ایسے شخص کو ماریں گے جس کا خون رائیگاں نہ جائے گا اور اگر آپ احسان فرمائیں اور رہا کردیں گے تو مجھے احسان فراموش نہ پائیں گے اور اگر مال کی ضرورت ہے تو حکم فرمایئے مال حاضر کردیا جائے گا ثمامہ نے جواب دیا آخر کار آپ اس کے پاس سے چلے آتے کہو ثمامہ کیا حال ہے دوسرے دن آپ نے اس سے پوچھا آج بھی اس نے وہی جواب دیا۔ آپ واپس تشریف لے آئے تیسرے روز پھر آپ نے آ کر اس کی خیریت معلوم کی۔ آج بھی اس نے وہی جواب دیا۔ اچھا ثمامہ کو رہا کردو آپ نے حکم فرمایا آخر ثمامہ کو رہا کردیا گیا یہ رہا ہو کر مسجد نبویؐ کے قریب ہی ایک باغ میں داخل ہوجاتے ہیں وہاں غسل کر کے پاک وصاف ہوکر پھر مسجد نبوی میں آتے ہیں اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول آپ سے مجھے انتہائی نفرت تھی لیکن آج آپ مجھے سب سے زیادہ پیارے ہیں مجھے آپ کی خدمت سے بڑی گھن آتی تھی لیکن آج آپ کا دین مجھے دل وجان سے زیادہ عزیز ہے آپ کی بستی بے حد بری معلوم ہوتی تھی لیکن آج مجھے مدینہ تمام شہروں سے زیادہ پیارا ہے۔ میں عمرے کی غرض سے آیا تھا کہ مجاہدوں نے گرفتار کرلیا اب آپ عمرے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے انہیں بشارت دی اسلام لانے پر مبارکباد پیش کی۔ اور عمرہ کرنے کی اجازت دے دی۔ جب یہ سردار مکہ معظمہ پہنچے تو کسی نے کہا کیا تم بھی بے دین ہوگئے بولے نہیں نہیں میں بے دین نہیں ہوا میں تو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا ہوں دیکھو میں یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی مکہ نہ آنے دوں گا جب تک پیغمبر اسلام اجازت نہ دینگے۔ یہ تھی اسلام کی تلوار جس کی ضرب براہ راست قلب پر پڑتی تھی قرآن وحدیث اور تاریخ اسلام میں ایسے بیشمار واقعات موجود ہیں۔

اور شرافت کے ان کے اہل محلہ بھی معترف ہیں۔ وہ وسیع المطالعہ عالم دین تھے۔ حدیث، تفسیر اور دیگر موضوعات پر کتب ان کے مطالعہ میں رہتی تھیں۔ شعر وادب کا بھی اچھا ذوق رکھتے تھے، عربی، فارسی، اردو، پنجابی کے سینکڑوں اشعار انہیں ازبر تھے، تحریر ونگارش کا بھی نفیس ذوق رکھتے تھے چھوٹی بڑی ایک درجن کے قریب کتب ان کی یادگار ہیں ان کتب کے نام یہ ہیں۔

گلدستہ نماز:
اس میں نماز کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

دعا کرنے کا اسلامی تصور:
یہ رسالہ دعا کے فضائل ومناقب پر مشتمل ہے۔

عشر وزکوٰۃ کا اسلامی تصور:
اس میں مسئلہ زکوٰۃ کی اسلامی نقطہ نگاہ سے وضاحت کی گئی ہے۔

اسباب شرک:
یہ رسالہ شرک کے اسباب اور شرک کے رد میں ہے۔

نذر ونیاز کا اسلامی تصور:
اس کتابچے میں غیر اللہ کے نام کی نذر ونیاز کی نکیر کی گئی ہے اور فقط اللہ کیلئے نذر دینے کو کہا گیا ہے اپنے موضوع پر یہ عمدہ رسالہ ہے۔

امامت شرعیہ:
اس میں امامت شرعیہ کے اصول وضوابط بیان ہوئے ہیں۔

روزے کا اسلامی تصور:
یہ رسالہ رمضان المبارک اور روزے کے فضائل پر مشتمل ہے۔

تعلیمات صرف:

تشریحات زرادی:

تفہیمات شرح نخبۃ الفکر:

تفہیمات نحو میر:

مولانا فضل الرحمٰن مرحوم ایک درویش صفت انسان تھے، ہمیشہ نمود ونمائش اور ہنگاموں سے دور رہے۔ 60 کے قریب درس وتدریس اور وعظ وتقریر سے اسلام کی تعلیمات کو بیان کرتے رہے۔ اس عالم اجل نے 11 مئی کو پروانہ موت پر لبیک کہا اور اپنے آبائی گاؤں گوندلانوالہ کے قبرستان میں آسودہ خاک ہوئے۔ انہوں نے اپنے پیچھے 2 بیٹے اور دو بیٹیاں اور سینکڑوں عقیدت مند چھوڑے۔ اللہ مولانا مرحوم کے جنت میں درجات بلند فرمائے آمین۔